

# فتنہ خلق قرآن حق پرست علماء کے مصائب

گذشتہ سے پرست

(از مولوی محمد اویسی پور پریوٹی پبلشرز، گڑھی منگھڑ، لاہور)

پولیس کمرشل ڈسٹرکٹ سے کہتا ہے کہ مناظرہ تو دو شنبہ کے روز ہوگا لیکن تم اپنی ضمانت لاؤ تاکہ تم کو اس وقت تک رہا کیا جائے۔ شیخ کہتے ہیں کہ اس حالت میں جبکہ میں غیر مذکورہ میں ہوں شای مجرم ہوں پھر مجھ کو بتائیے کون اپنی جان کو ہر بھلاکت میں ڈال کر ہماری ضمانت اپنے ذمہ لینگا؟ غرور خدا کے بھروسے چھوڑ دینا ہے گو وہ سزا کے لئے معین تھا لیکن خدا نے اس کے دل میں کچھ ایسی نرمی پیدا کر دی کہ وہ بغیر ضمانت رہا کر دیتا ہے یہی معنی ہے ان تنصروا اللہ و اللہ ينصركم یعنی اگر تم اللہ کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اس کے بعد مناظرہ کا وقت آتا ہے۔ تمام اہل بغداد مجسمہ انتظام بنے بیٹھے تھے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے آخر مجلس مناظرہ قائم ہوتی ہے۔ مامون رشید آداب مناظرہ پر مختصری تقریر کرتا ہے اس کے بعد بشر مریشی سے مامون رشید نے کہا کہ شیخ سے مناظرہ کرنا تمہارے ذمہ ہے بشر مریشی یہ وہی شخص ہے جسے کبیر معتزلہ کا خطاب مل چکا تھا۔ مناظرہ بہت دیر تک ہوتا رہا جس کا یہاں پھر تقریر بنا مضمون کو وسعت دینا ہے اس کا حاصل اور لب لباب میں یہی ہے کہ بشر مریشی نے کہا کہ دیکھو مناظرہ کسے ہونے بہت وقت گزر چکا ہے امیر المؤمنین کو فیصلہ کا انتظار ہے لہذا میں تم سے صرف ایک سوال کرتا ہوں تم اس کا جواب دیو تاکہ سارا قضیہ ختم ہو جائے۔ اب تک بشر کے تمام اعتراضات و سوالات کے جوابات شیخ عبدالعزیز نے نہایت ہی وندان شکن اور مسکت دینے تھے۔ آخر میں اس نے یہ کہا کہ یا شیخ آپ اس بات کا جواب دیں کہ کلام مجید میں بہت جگہ ذکر ہے کہ ساری اشیاء کا پیدا کرنا والا اللہ تعالیٰ ہے اب یہ بتائیے کہ کلام مجید اشیاء میں داخل ہے کہ نہیں شیخ عبدالعزیز کہتے ہیں کہ پہلے اشیاء کی تعریف سن لو کیونکہ ایسا سوال کرنا ہی غلط ہے اور سوال میں دھوکا دیا گیا ہے لیکن بشر نے اصرار کیا کہ میں تو صرف یہ پوچھتا ہوں کہ کلام مجید اشیاء میں داخل ہے کہ نہیں شیخ عبدالعزیز خاموش تھے مامون رشید نے کہا کہ شیخ کیا بات ہے تم جواب کیوں نہیں دیتے۔ چنانچہ شیخ نے کہا کہ قرآن مجید اشیاء میں داخل ہے یہ کہنا تھا کہ تمام معتزلہ کی جماعت جو کہ وہاں پر موجود تھی اور مامون رشید ایک شور مچانے والے تھے ہیں اور مامون رشید نہایت ہی شادان و فرحان نظر آنے لگتے تھے مجلس میں ایک دھوم مچ جاتی ہے جب شیخ نے یہ کیفیت دیکھی تب تو شیخ کو جوش آیا اور کہا کہ اے معتزلہ کی جماعت کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ رب العالمین کلام مجید میں فرماتا ہے و یحذرکم اللہ نفسه اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے کل نفس ذائقة الموت تو اب بتاؤ کہ کیا اللہ کو موت ہے یا آواز مجلس میں بجلی کی طرح گونج جاتی ہے اور وہی مامون رشید جو کہ ابھی ابھی نہایت شادان و فرحان نظر آ رہا تھا اب اس کی زبان سے یہ کلمہ براہ جاری ہے نعوذ باللہ نعوذ باللہ اللہ کی ذات موت سے بری ہے۔ شیخ عبدالعزیز نے کہا کہ جس طرح اللہ کی ذات موت سے بری ہے اور اس کا قائل کافر ہے ٹھیک اسی طرح اللہ کی صفات قدیم ہیں اور اس کا منکر کافر ہے۔ پھر اب کیا تمہارا الحق و ذوق الباطل ان الباطل کان زهوقا۔ مامون رشید شیخ عبدالعزیز کے خُن جواب اور قابلیت کی داو دیتا ہے اور نہایت اعزاز و احترام سے پیش آتا ہے اور ان کو انعام و اکرام دیکر ان کے وطن روانہ کر لیتا ہے۔

اس کے بعد معتصم کا زمانہ آتا ہے اور یہ فتنہ اس زمانہ میں اور زور پکڑ لیتا ہے اور علماء کے لئے ابتلا و محن کی صورت میں پیش ہوتا ہے اس زمانے میں ہی علماء پر بڑی بڑی تکالیف ڈھائی گئیں۔ بہت علماء نے تو اقرار کیا لیکن صرف چند علماء باقی رہ گئے تھے جنہوں نے جبل خانہ کی زنجیر سے دوچار ہونا منظور کیا لیکن حق سے اعراض نامنظور کیا لیکن ان تمام علماء میں جو کہ سب سے بڑے ہوئے ہیں وہ امام المجددین سید المصلحین امام احمد بن حنبلؒ ہیں ان کا ساتھ محمد بن نوح نیشاپوری نے دیا اور علامہ قواریری اور علامہ سہلو صرف ایک ایک رات تک اس میں مبتلا ہے جب ان کو وزن دار بیڑیاں پہنائی گئیں ایک رات تک تو ٹھہرے رہے اس کے بعد ان دونوں علماء نے بھی اقرار کر لیا اور اپنے آپ کو اس طرح مصیبت سے بچا لیا امام احمد بن حنبلؒ اور محمد بن نوح کو بیڑیاں پہنائی گئیں اور جبکہ وہ جبل خانے سے منتقل ہو رہے تھے اور دربار میں لائے جا رہے تھے ان سے کہا گیا کہ بغیر کسی مدد کے تم خود ہی اونٹ پر سوار ہو گویا ام بہت ہی مشکل تھا ان کی طاقت سے باہر تھا انہوں نے سواری پر چڑھنے کا قصد کیا اور غریب تھا کہ وہ گر جاتے لیکن خداوند قدوس نے ان کی مدد کی اور اونٹ پر سوار ہوئے راستہ میں محمد بن نوح کا انتقال ہو جاتا ہے اور حضرت امامؒ ان کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں اب صرف شہسوار حریت امام احمد بن حنبلؒ تن تنہا رہتے ہیں ان کو دربار میں لایا جاتا ہے ان کو سمجھایا جاتا ہے آخر مناظرہ ہونا طے پاتا ہے مناظرہ ہوتا ہے خلق قرآن کے متعلق تمام سوالات ہوتے ہیں امام نہایت ہی اچھے جواب دیکر ان کو خاموش کر دیتے ہیں اس کے بعد رویت باری تعالیٰ اور رحیمیت باری تعالیٰ کے متعلق مناظرہ ہوتا ہے۔ ان اعتراضات کے جواب بھی امام صاحب نہایت ہی احسن طریقے سے دیتے ہیں بہت قریب تھا کہ معتصم ان کو آزاد کر دیتا لیکن معتزلہ کی جماعت جس کا سردار داؤد معتزلی جیسا وہاں موجود تھا۔ جب جواب سے مایوس ہو جاتی ہے معتصم کو برا بیگنہ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یا امیر المؤمنین شخص گمراہ ہے کافر ہے مستحق قتل ہے اس نے دو خلیفہ کی اہانت کی ہے اگر اس کو قتل نہ کیا گیا تو یہ فتنہ و فساد پھیلا دیتا ہے گا جب یہ باتیں معتصم کے گوش گزار کی جاتی ہیں وہ جلاؤ کو حکم دیتا ہے کہ تمام جلد حاضر ہوں راستے میں امام صاحب کو ایک جھوٹا تھا اس نے کہا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں میں فلاں چور ہوں میرے جسم پر سیکڑوں کوٹے لگ چکے ہیں لیکن میری یہ کیفیت ہے کہ اوھر جیل خانے سے چھوٹا اور اوھر چوری کرنے کی غرض سے نکل پڑا یہ صرف شیطان کی اطاعت میں ہے آپ نے اگر اللہ کی اطاعت میں اتنا بھی نہ کیا تب تو کچھ نہ کیا امام صاحب نے کہا واقعی اگر ایسا میں نے نہ کیا تو میری حق پرستی پر تفت ہے آخر جلاؤ آتے ہیں امام صاحب روزانو ہو جاتے ہیں اور اللہ رب العالمین سے دعا کرتے ہیں کہ خدایا اگر میں حق راستہ پہ ہوں تو تو میری مدد کرنا مجھے استقامت دینا۔ امام صاحب جبکہ اپنی زندگی کو جیل خانہ کی اندھیری کوٹھڑی میں بسر کر رہے تھے وہ جیل خانے آجکل کے جیسے نہ تھے۔ وہاں تو سورج و روشنی کا پتہ ہی نہ تھا تو علماء ان سے کہا کرتے تھے کہ امام صاحب ایسے وقت پر اگر اقرار کیا جائے تو کیا خرابی ہے امام صاحب نے ان تمام علماء سے کہا کہ کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ اوائل اسلام میں جبکہ مسلمانوں کو جبراً شکن صدقات سے دوچار ہونا پڑتا تھا انہوں نے دربار نبوی میں اس کے دفعیہ کی خاطر عرض کیا لیکن دربار نبوی سے جواب ملا کہ لوگو! کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ پہلے زمانہ میں جو لوگ اللہ کے نیک بندے ہو کرتے تھے ان کے اوپر آسمان چلائے جاتے تھے لیکن وہ اپنی زبان سے اف تک نہ کرتے تھے امام صاحب نے کہا کہ بتاؤ اس حدیث کو کیا کیا جائے تھا اسے بیان حید کو خصت کہا جاتا ہے آخر تمام علماء مایوس ہو کر چلے آتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امام صاحب کی

فاطمہؓ و اہل بیتؓ ہوتے ہیں ان کو حکم دیا جاتا ہے کہ امام صاحب کا ہاتھ لکڑی کے ساتھ ہانڈہ دیا جائے پھر ان کے اوپر کھڑکی کی بارش ہو چنانچہ ان کے اوپر کوڑوں کی بارش شروع ہوتی ہے امام صاحب کہتے ہیں کہ اے امیر المؤمنین کیا تم کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہیں ہے آپ نے فرمایا ہے کہ تین شخص کو قتل کرنا جائز ہے اس کے علاوہ نہیں اور میں ان تینوں میں سے کسی سے تعلق نہیں رکھتا ہوں امام صاحب نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ سردار دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شاد فرمایا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ و جدال جاری رکھوں گا جب تک کہ وہ اشدان اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہیں حالانکہ میں اس کا قائل ہوں امام صاحب نے کہا کہ امیر المؤمنین اس وقت تم کیا جواب دو گے جیکہ میدان محشر میں تمام اولین و آخرین کا مجمع ہوگا اور تم خداوند قدوس کے سامنے ٹھیک اسی طرح کھڑے ہو گے جس طرح آج میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں یہ الفاظ امیر المؤمنین کے دل میں گنتے ہیں اور قریب تھا کہ وہ امام صاحب کو آنا ذکر دے لیکن معتزلین نے پھر مجھڑ کا یا۔ اور ان کے اوپر کوڑے لگنے شروع ہو گئے پہلا کوڑا لگا تو کہا بسم اللہ و سوا لگا تو کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ تیسرا کوڑا لگا تو کہا لن یصینا الا ما کتب اللہ لنا اس کے بعد کوڑے پر کوڑے لگ رہے تھے امام احمد بن حنبل کے جسم سے خون کا فوارہ جاری تھا آہ! آہ! آہ! یہ ان علما کو تکلیف دی جارہی تھی جن کے متعلق خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا ہے انما یخشی اللہ من عباده العلماء ہاں جن کے متعلق سردار دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ العلماء و رشتہ الا نبیاء جن کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ روئے زمین میں سب سے بڑھ کر علم کی جماعت ہے جن کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کے اندر نیار اور علمائے مراتب میں صرف ایک ہی مرتبہ کا فرق ہوگا آج ان کو اس طرح تکلیف دی جارہی ہے آہ ان کی اس طرح بے عزتی اور بے قدری کی جارہی ہے تکلیف دینے والے غیر نہیں ہیں بلکہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جنہی اپنوں سے تکلیف پہونچنی ہے اتنی انہی سے نہیں چاہئے تو یہ تھا کہ امام احمد بن حنبل کی قدر منزلت کی جاتی لیکن آہ ان کے اوپر وہ کوڑے لگائے جا رہے ہیں اگر کسی ہاتھی پر لگائے جائیں تو خدا کی قسم وہ چیخ کر بھاگے لیکن خدا کے اس عزیز نبیؐ کو دیکھو کہ کوڑے پر کوڑے کھا رہا ہے لیکن ات تک نہیں کرتا اگر زبان سے کوئی لفظ نکلتا ہے تو صرف یہی کہ قرآن مجید غیر مخلوق ہے۔ سر پر بادشاہ کھڑا ہوا ہے وہ بادشاہ جس سے سلاطین جہاں ہر وقت لرزاں رہا کرتے تھے جس کے دربار میں قیصر قسطنطنیہ کو کتے کا خطاب دیا جاتا تھا۔ لیکن امام صاحب کوہ عزم بنے بیٹھے ہوئے ہیں ان کے پاس استقلال میں ذرا بھی لغزش نہیں ہوتی ہے معتصم سب کچھ کر سکتا تھا لیکن حق کی آواز کو کبھی موند کر سکتا تھا امام صاحب کوڑے کھا رہے ہیں معتصم کہہ رہا ہے کہ اے اللہ کے بندے اب بھی تولہنے قول سے باز آ جا تیری بیڑیاں میں خود اپنے ہاتھوں سے کھولنے کے لئے تیار ہوں تجھے اپنے عزیز بیٹے ہارون جیسا تصور کروں گا۔ تیرا نہایت ہی اعزاز و احترام کروں گا لیکن امام صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں تمہارے قول کو بسر و چشم تسلیم کرنے کیلئے تیار ہوں لیکن قرآن و حدیث سے کچھ پیش کروا اگر کوئی دلیل نظر آگئی تو میں اپنے سر کو خم کر دوں گا شریعت کے اندر یہی دو چیزیں ہیں اب نہ شریعت میں تیسری چیز ہے اور نہ میں تیسری چیز کو تسلیم کرنے کیلئے تیار رہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق خداوند قدوس نے کہا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا اتنزل علیہم الملائکۃ الا تحافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون یہی وہ امام صاحب ہیں جن کو اللہ نے ایک نمونہ بنا کر بھیجا تھا سردار دو جہاں کی سیرت مبارک ان کو یاد تھی

کہ آنحضرت کے سامنے ساری دنیا کی چیزیں پیش کی جا رہی ہیں لیکن آپ فرماتے ہیں کہ اگر میرے ایک ہاتھ میں آفتاب رکھ دیا جائے اور دوسرے میں ماہتاب پھر بھی میں اسے فرانس کے انعام دینے سے باز نہیں آسکتا آخر تمام کفار غائب و خاسر ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ چیزیں تھیں جو کہ امام صاحب کے دگ و ریش میں پوست ہو چکی تھیں اور انحراف حق سے مانع تھیں سچ تو یہ ہے کہ جس کے قلب میں خدا کی عظیم و وقعت بیٹھ جاتی ہے اس کے سامنے انسان کی حقیقت ایک کھمی سے زیادہ کچھ نہیں ہوتی ہے جس کے دل میں عشق حقیقی کا جذبہ موجزن ہوگا اس کے سامنے دنیا کی ساری تکلیفیں بیچ ہیں اگر حکم مل جائے کہ لوہے کے کانٹے پر لیٹ جاؤ تو عاقبت جاننا نہایت ہی خوشی کے ساتھ اس پر لیٹ جائے گا اور اسے کچھ بھی نہیں معلوم ہوگا یہی تو وجہ ہے کہ امام صاحب کے اوپر اتنے کورے پڑ رہے ہیں یہوش ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی وہ اپنے قول حق سے باز نہیں آتے۔ کیا بات تھی وہ صرف یہی کہ ان کے ایک ایک عضو میں اللہ کی محبت اس کے رسول کی سچی الفت گھس چکی تھی آخر جب ان پر ضرب کاری لگ چکی تھی ہے تو ان کو ایک گھر میں لایا جاتا ہے ظہر کی نازاؤا کر رہے تھے اور خون کا فوارہ آپ کے جسم سے جاری تھا ابن سماعی نے اس پر اعتراض کیا امام صاحب نے کہا کہ حضرت عمر فاروقؓ ناز پڑ رہے تھے اور خون ان کے جسم سے جاری تھا۔ یہ تو امام صاحب کا جواب تھی بخش تھا لیکن درحقیقت واقعہ یہ ہے کہ اگر یہ خون ناپاک تھا تو پھر نہیں سمجھا جاسکتا ہے اور کون سی چیز پاک ہو سکتی ہے اگر یہ خون ناپاک تھا تو دنیا کی ساری پائیاں اس پر قربان دنیا کی ساری ہلاتیں اس پر بچھا اور اس کے کیا معنی؟ پاک سے پاک انسان اگر مرے تو اس کو غسل دیا جائے اور شہید مرے تو اس کو یوں ہی دفن کر دیا جائے نہ اس پر ناز پڑھی جائے اور نہ اس کو غسل دیا جائے اور خون بہ رہا ہے اسی حالت میں ان کو دفن کر دیا جائے کیونکہ اسی حالت میں ان کا انتظار کیا جا رہا ہے اس سے ترھکا اور کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا ہے ہاں انہی کے لئے کہا گیا ہے بل اسیاؤ لکن لا تشعرون اللہ اللہ یہاں طہارت و پاکیزگی کا کیا سوال جو سچ تو یہ ہے کہ امام صاحب نے اگر عمر بھر میں کوئی بے نظیر عبادت کی ہے تو وہ صرف یہی ہے عمر بھر کی ساری عبادتیں ایک جانب اور یہ مختصری عبادت دوسری جانب یقیناً بے بھاری ہو جائے گی اللہ کے دربار میں کھڑے ہوئے اس سے سرگوشیاں کر رہے ہیں اور جسم سے خون بہہ رہا ہے اللہ کی تسبیح و تہلیل سے زبان تڑپے۔ اس کے بعد امام المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کا زمانہ ہے اور وہ بھی اس فتنے سے محفوظ نہ رہ سکے اور ان کے اوپر بھی مصیبتیں آئیں۔ ہائیکاٹ کیا گیا قطع علائق کیا لیکن دامن استقلال کا چھٹنا ناممکن تھا آخر حق کی فتح ہوتی ہے اور دنیا پر خوب ترین واضح و روشن ہو جاتا ہے کہ خلفائے عباسیہ اس مسئلہ میں کس قدر غلط پہلو کو اختیار کئے ہوئے تھے۔ یہ تھے ہمارے حق پرست علماء کے جگر سوز قلب ریز مصائب و آلام جنہوں نے دین حق کی اشاعت میں اپنی جان کی قربانی کی مگر اسلام پر ادنیٰ سا نقصان نہ آنے دیا انہوں نے خون کی ندیاں بہا کر حق کی آواز کو بلند کیا عصر حاضرہ میں بھی علماء کی جماعت موجود ہے اسلام کی گردن پر تلوار چل رہی ہے لیکن ہمیں فدا بھی احساس نہیں ہو رہا ہے ہم شمس سے مس بھی نہیں ہو رہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس واقعہ نصیحت آموز سے عبرت حاصل کی جائے اور اعلائے کلمۃ اللہ کا فرض جس کے متعلق کہا گیا ہے افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان سجاہر جبکہ علماء کی جماعت ہر ماہ ہوتی ہے اس کو انجام دیکر سبکدوشی حاصل کی جائے۔ دربار خداوندی میں التجاہد کہ حق کے بلند کرنے کی توفیق اور حق پر استقامت عطا کرے آمین ثم آمین۔